INTERNATIONAL RESEARCH JOURNAL OF ARABIC AND ISLAMIC STUDIES

The International Research Journal of Arabic and Islamic Studies is an international, peer-reviewed, open access, academic journal. It is also the world's most widely read journal in the field of Arabic, Islamic and Middle Eastern Studies.

The main aim of the journal is to promote the study of history, language, literature and culture through the publication of research articles in the field of Arabic, Islamic and Middle Eastern Studies.

Chief Editor: **Dr. Lubna Farah**
ISSN P: **2789-4002**
ISSN E: **2789-4010**
Frequency: **Bi Annual**
Publisher: **Right Educational and Academic Learning**

Articles sent for publication in International Research Journal of Arabic and Islamic Studies go through an initial editorial screening followed by a double-blind peer review. The Editorial Board of the Journal is responsible for the selection of reviewers based on their expertise in the relevant field. All the papers will be reviewed by external reviewers (from outside the organization of journal).

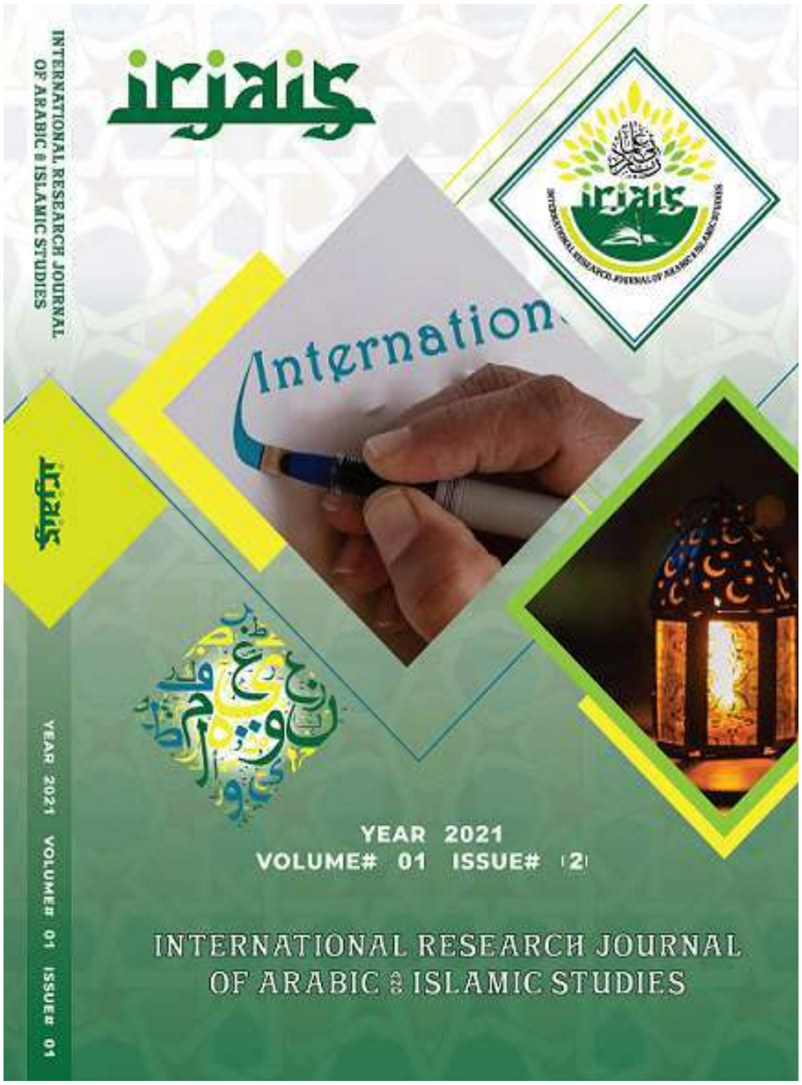

TOPIC

بیرون ممالک سے تجارت کی شرائط وحدود سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

AN OVERVIEW OF HOLY PROPHET'S FOREIGN TRADE PREREQUISITS IN THE LIGHT OF SEERAH

AUTHORS

Asia Mukhtar, Phd Research Scholar, Dept. of Islamic studies, The University of Lahore
Saad Jaffar, Lecturer Islamic Studies, Abbottabad University of Science and Technology
Sadaf Butt, Lecturer Pakistan studies, Abbottabad University of Science and Technology

HOW TO CITE

Asia Mukhtar, Saad Jaffar, & Sadaf Butt. (2021). AN OVERVIEW OF HOLY PROPHET'S FOREIGN TRADE PREREQUISITS IN THE LIGHT OF SEERAH: بیرون ممالک سےتجارت کی شرائط وحدودسیرت النبیﷺ کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ. International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, 1(2), 14–30. Retrieved from https://irjais.com/index.php/irjais/article/view/8

بیرون ممالک سے تجارت کی شرائط وحدود سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں
ایک تحقیقی جائزہ

AN OVERVIEW OF HOLY PROPHET'S FOREIGN TRADE PREREQUISITS IN THE LIGHT OF SEERAH

[1]Asia Mukhtar
[2]Saad Jaffar
[3]Sadaf Butt

Abstract:

Foreign Trade is actually a source of getting benefits after selling and buying something that otherwise may not have been available domestically. Islamic Economic system encourages the free Trade. Arabs were traders before Islam. The Prophet ﷺ himself was a trader and grown up in the family of Traders. Before Islam He used to go with his uncle for trading. He ﷺ himself introduced many basic rules and regulation and practiced these rules in Madina. The Prophet's own personal experiences with trade and the many Verses in the Quran dealing with foreign trade give explicit guidelines for such economic activates. Prophet ﷺ says, "We were forbidden that a town Dweller should sell goods of a desert dweller. This research work has mainly been conducted through primary and secondary sources including Holy Quran, Ahadith Nabvi, Fiqh, Seerah and books written by religious scholars. Current study has tried to bring out the glimpses of trade during Prophetic era. The basic objective of the study is to analyze the Prophetic strategies of trade with the foreign countries in order to highlight those procedures and methodologies with the current trading system.

Keywords: Encourage, Explicit, Forbidden, Domestically, Trade, Dweller.

---

[1]*Phd Research Scholar, Department of Islamic studies, The University of Lahore*

[2]*Lecturer Islamic Studies, Abbottabad University of Science and Technology*

[3]*Lecturer Pakistan studies, Abbottabad University of Science and Technology*

تعارف

اللہ رب العزت نے اپنی حکمت بالغہ سے انسانوں کے درمیان ذہنی وجسمانی صلاحیتوں اور قوت کار کے اعتبار سے فرق رکھا ہے تاکہ تمام افراد ایک دوسرے سے پیوستہ رہ کر اپنی ضروریات زندگی کی تکمیل کر سکیں۔ اس صورت حال نے تقسیم کار کے اصول کو جنم دیا جس کے ذریعہ اشیاء وخدمات کے تبادلہ یا تجارت کی شکل پیدا ہوئی۔ وسائل معیشت میں سے سب سے اہم پیشہ تجارت ہے ۔ لفظ تجارت اپنے اندر کثیر معانی ومفاہیم لیے ہوئے ہے عربی زبان میں اسے لفظ "بیع" سے موسوم کیا جاتا ہے۔ عبد الرحمن جزیری بیع کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"هو مبادلة السلعة بالنقد على وجه مخصوص "[1]
"خاص حالات میں سامان کو نقد مال سے تبدیل کرنا بیع (تجارت) کہلاتا ہے "

زمانہ قدیم سے تجارت کے پیشہ کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور اندرون ملک کے ساتھ ساتھ بیرون ملک تجارت بھی ہر ملک کا شعبہ خاص بن گئی۔ ذرائع آمد ورفت کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کی وسعت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا ہے۔ مال انسان کے قیام اور حصول مصالح کا ایک بنیادی عنصر ہے اسی حصول مصالح کے لیے اشیاء کا تبادلہ یا خرید و فروخت کا عمل وجود میں آتا ہے۔ تجارت کی اس خصوصیت کی طرف توجہ دلانے کے لیے عبد الرحمن جزیری کہتے ہیں:

"فالبيع و الشراء من اكبر الوسائل الباعثة على العمل فى هذه الحياة الدنيا،"[2]
"تجارت اس دنیا میں عمل پر ابھارنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور تمدن و آبادکاری کے اسباب میں سے بڑا سبب ہے "

اسلام دین فطرت ہے اس لئے اس نے اس فطری تقاضے کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اس کی تحسین کی ہے اور اسے فروغ دینے کی ترغیب دی ہے اسے اللہ کا فضل اور اس کے لیے تگ ودو کرنے کو عبادت قرار دیا ہے۔ قرآن میں تجارت کی بابت کئی آیات آئی ہیں ان متعدد نظائر سے تجارت کی اہمیت اور ترغیب پر روشنی پڑتی ہے ۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ"[3]
"ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو "

اللہ نے تلاش رزق کے لیے سمندروں کے سینے پر کشتیوں کے دوڑانے کو اپنی قدرت کی نشانی اور انسانوں کے لئے ایک عظیم انعام واحسان کہا ہے۔ نزول قرآن کے وقت تجارت عموماً بری ہوتی تھی اور کہیں کہیں بحری تجارت کا بھی رواج تھا مگر بحری تجارت کو پُر خطر خیال کیا جاتا تھا ۔ لیکن قرآن نے اس بظاہر پُر خطر نظر آنے والے مگر نفع بخش اور بیرون ملک تجارتی روابط کو زیادہ استوار کرنے والے ذریعہ تجارت بحری سفر کی ترغیب اس انداز میں دی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ"[4]
"اور تم دریا میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ (پانی کو) پھاڑتی چلی آتی ہے تاکہ
تم اسکے فضل سے (معاش) تلاش کرو"

مختلف ممالک عاملین پیدائش کی فراہمی اور ٹیکنالوجی وغیرہ کے اختلاف کی وجہ سے مختلف اشیاء پیدا کرتے ہیں اور دوسرے ممالک کو برآمد کرتے ہیں۔ اس طرح مختلف ممالک کے درمیان تجارت فروغ پاتی ہے۔ جزیرہ عرب میں معیشت کا دارومدار تجارت پر تھا کثرت صحرا اور پہاڑوں کی وجہ سے زراعت کا وجود ممکن نہ تھا ۔اس لیے تجارت ایک عظیم پیشہ تصور کی جاتی تھی۔ وہاں کے لوگ اپنی بساط کے مطابق تجارت کے پیشے سے مسلک تھے۔ دنیا کے مختلف خطوں سے لوگ مکہ میں اپنا تجارتی سامان لے کر آتے تھے اس وجہ سے یہ بابرکت شہر تجارتی مرکز بلکہ بین الاقوامی تجارتی منڈی کا درجہ رکھتا تھا۔[5] قریش مکہ سال میں دو تجارتی سفر کرتے ایک موسم سرما میں یمن کی طرف اور دوسرا موسم گرما میں شام کی طرف۔ ان دونوں سفروں کا آغاز آپ ﷺ کے دادا ہاشم نے کیا۔ وہ شام اور فلسطین تجارت کی غرض سے جاتے یوں مستقل تجارتی سفروں کی بنیاد پڑی اور اسی وجہ سے خاندان قریش کو معاشی خوشحالی نصیب ہوئی۔[6] ۔

جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو مکہ تجارت کا مرکز بن چکا تھا۔ مشہور مراکز اور منڈیاں اپنے معین اوقات میں کام کر رہیں تھیں۔ آپ ﷺ کا خاندان بھی تجارت کے پیشہ سے منسلک چلا آرہا تھا بلکہ آپ ﷺ کے والد ماجد کی وفات بھی ایک تجارتی سفر میں ہوئی۔ [7] نبوت سے قبل آپ ﷺ بھی تجارت کے پیشے سے منسلک تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ساتھ تجارتی سفر کیے اور تجارت معاملات کا تجربہ حاصل کیا۔

بیرون ملک تجارت کی شرائط وحدود

تجارتی شرائط تجارتی معاہدہ میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ تجارتی کاروبار کی خیر وخوبی، جواز اور عدم جواز کا انحصار معاہدہ کی شرائط پر ہوتا ہے۔ یہ تجارتی شرائط و حدود دراصل وہ عہد وپیمان ہیں جو فریقین کو کسی چیز کی خرید وفروخت کرتے وقت مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ اسلام کے عادلانہ نظام تجارت کے لیے تجارتی شرائط کو بہت اہمیت دی گی ہے اور چند حکیمانہ اور معتدل قوانین تجویز کیے ہیں جس پر عمل پیرا ہو کر فریقین امن وآتشی اور بھائی چارہ کی فضا میں کاروبار کر سکتے ہیں۔
آپ ﷺ نے بہت سی شرائط وحدود متعارف کروائیں اور آپ ﷺ نے ہمیشہ ان شرائط وحدود کی پابندی فرمائی۔ ذیل میں یہ حدود وشرائط بیان کی جاتی ہیں۔

1۔ تجارت کے اصول وقوانین کا جاننا

اسلام کے اصولوں کے مطابق تاجر کو بیرون ملک تجارت کے اصول وقوانین سے واقفیت ہونا چاہیے۔ تجارتی معاہدہ کی اولین شرط ہے کہ معاہدہ کرنے کی اہلیت ہو۔ خرید وفروخت کے ضمن میں بیان کردہ اسلامی شرائط کا جاننا ضروری ہے کیونکہ ان شرائط پر عمل کر کے معاشی بے ضابطگیوں سے بچا جا سکتا ہے جو لاعلمی کی وجہ سے پیدا ہوتیں ہیں۔ تجارت کے معاملے میں کسی سے دھوکہ، بددیانتی، خیانت، ضرر، نقصان اور معصیت کا عمل دخل نہ ہو جن سے اللہ اور اس کے رسول نے منع فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بہترین کسب بیع مبرو ہے اور آدمی کا اپنے ہاتھ سے روزی کمانا"[8]

اسلام کے ابتدائی دور میں خواتین بھی تجارت کے پیشے سے منسلک تھیں اور ان میں سی کچھ خواتین کو نبی کریم ﷺ نے خود تجارت کے اصول وضوابط سکھائے ۔حضرت قیلہ انماریہ رضی اللہ عنہ خود فرماتی ہیں:

"ان امراة اشترى وابيع"[9]

ترجمہ: اور انہوں نے آپ ﷺ سے خود تجارت کے اصول ضوابط سیکھے "

2۔ تجارتی معاملات میں باہمی رضامندی

تجارتی معاملہ اندرون ملک میں ہو یا بیرون ملک میں اس میں دونوں اطراف کے جانبین کی حقیقی رضامندی ضروری ہے۔ اضطراری رضامندی درست نہیں کسی کو مجبوراً کسی سودے کے لیے آمادہ نہیں کیا جاسکتا۔ رضامندی کو ایجاب وقبول سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ کسی بھی شرعی عقود کے لیے شرط ہے۔ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی مجھے کاروبار میں اکثر دھوکہ ہوتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

"جب تم کوئی کاروبار کرو تو اس سے کہو کہ دھوکہ دہی نہیں ہوگی" [10]

آپ ﷺ نے اسے یہ بات اس لیے فرمائی کہ فروخت کندہ کو پتہ چل جائے کہ خریدار قیمت اور مال کی پہچان کے معاملے میں لاعلم ہے اور چیز میں نقص یا قیمت میں کمی بیشی کی بنا پر وہ واپس کر سکتا ہے۔ اس معاملے میں اسلام نے کمزور شخص کو حق دیا ہے کہ وہ سوچے اور اگر وہ بیع کو جاری رکھنا چاہتا ہے تو نقص یا خراب مال کی صورت میں دھوکہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح جو مال بیرون ملک بھیجا جائے گا اگر اس مال میں کسی قسم کا نقص ہوگا تو خریدار کو حق حاصل ہوگا کہ وہ اسے واپس کر دے۔ اسلام نے تجارت کے معاملے میں شرط لگائی ہے کہ باہم رضامندی کا معاملہ ہو تا کہ اس سے فریقین کو فائدہ ہو نہ کہ نقصان۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" خبردار مت ظلم کرو۔ خبردار کسی شخص کا مال اس کی اجازت کے بغیر حلال نہیں"[11]

لہذا سودا طے ہو چکنے کے بعد بھی اگر کسی فریق کی طبیعت پر ناپسندیدگی کا بار ہو تو ایسی بیع جائز اور درست نہ ہوگی لیکن جدا ہونے کے بعد بیع پکی ہو جائے گی۔ بیرون ملک جو مال برآمد کیا جائے وہ آپس کی رضامندی کے بعد برآمد ہو۔ زبردستی اور جبری رضامندی سے آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی ایک جانب رضامندی نہ پائے جائے یعنی جبری اور اضطراری رضا نہ ہو، مثلاً سود کسی مزدور کی اس محنت کے مقابلے میں غیر واجبی اجرت ہے۔ فریقین کی باہمی رضامندی معاملات میں بہت اہم ہے اس کے بغیر بیع کو درست قرار نہیں دیا گیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"انما البیع عن تراض"[12]

"بیع باہمی رضامندی کی بنیاد پر ہی درست ہے"

3۔ برآمدی تجارت کی اہلیت

جب کوئی تاجر بیرون ملک تجارت کرنے جائے تو اسے تجارتی معاملات کرنے والے افراد کے لیے ضروری ہے کہ وہ معاملات کرنے کی اہلیت رکھتا ہو یعنی وعاقل، بالغ اور آزاد ہو اگر ان شرائط میں سے کوئی بھی شرط نہ ہو تو اس کا کیا ہوا معاہدہ درست نہ ہوگا اور تجارت جائز نہ ہوگی یعنی وہ ناسمجھ، مجنون، معتوہ اور مجبور و مکروہ نہ ہو۔ غلام کی تجارت صرف اس صورت میں درست ہوگی جب اس کا مالک اس کو اجازت دے۔ آپ ﷺ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کا مال تجارت لے کر گئے تو ان کا غلام آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

"قال رسول اللہ ﷺ : رفع القلم عن ثلثة عن المجنون المغلوب حتی یبئر،

وعن النائم حتی یستیقظ و عن الصبی حتی یحتلم الحدیث "13

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخصوں پر تکلیف شرعی عائد نہیں ہے: ایک مجنون و مغلوب یہاں تک کہ اس کی عقل لوٹ آئے یا بحال ہو جائے۔ دوسرے سونے والا یہاں تک کہ بیدار ہو جائے، تیسرا چھوٹا بچہ حتی کہ بلوغت کو پہنچ جائے۔

"ایک اور روایت میں ہے:

نھی رسول اللہ ﷺ عن بیع المضطر14

"رسول اللہ ﷺ نے زبردستی اور جبر کی بیع سے منع فرمایا"

حضرت شاہ ولی اللہ مفلس، مجبور اور مضطر سے کی گئی بیع کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں

"اس لیے کہ "مفلس "مضطر اور مجبور ہوتا ہے کہ جس شئی کے پورا کرنے پر قدرت نہیں اس پر ذمہ واجب کرلے تو یہ رضا ہرگز حقیقی رضا نہیں اور بلاشک وشبہ یہ معاملہ باطل اور ظلم ہے۔[15]

4۔ تجارتی محصول

اسلام سے پہلے مکہ میں بین الاقوامی تجارت کے بازار لگتے تھے اس وقت تجارت میں ایک خاص قسم کا تحفظ تجارت کا اصول کارفرما تھا۔ تحفظ تجارت میں حکمران یا قبائلی سردار بیرونی اشیاء پر محصول عائد کرتے تھے لیکن بعض منڈیوں میں آزاد تجارت بھی ہوتی تھی۔ معمول یہ ٹھہرتا کہ سب سے پہلے یہ سردار اپنا تمام سامان فروخت کرتا اور اس کے بدلے میں دوسرے تاجروں کا سامان خریدتا اور عشور یعنی محصول تجارت لیتا۔[16] محصول کا یہ نظام عرب کے دوسرے شہروں میں بھی رائج تھا مثلاً طائف اور مدینہ منورہ۔ اور یہ محصول مالیت کا تقریباً 10/1 حصّہ ہوتا تھا۔[17]

اسلام چونکہ عالمگیر پیغام ہے اور اخوت عالم کا سب سے بڑا علمبردار ہے اس لیے وہ ایسے ترجیحی سلوک کا قائل نہیں جس سے ملکوں اور قوموں کے درمیان تجارت کے نام پر معاشی دستبرد اور تجارتی حسد و بغض پیدا ہو۔ اسلامی نظام معیشت کی بنیاد عدل و توازن پر ہے۔ یہ نظام دین، فرد و جماعت، جسم و روح اور عقل و قلب کے درمیان توازن قائم رکھتا ہے اور انسان کی معاشی ضروریات اور دیگر بلند تر مقاصد کی تکمیل کے لیے ضروری سمجھتے ہوئے انہیں عقیدہ کے تابع رکھتے ہوئے سر انجام دینے کا حکم دیتا ہے۔[18] بیرون ملک تجارت کے ذریعے انسانیت کی مدد ہوتی ہے اس لیے اسلام تجارتی ٹیکس کے خلاف ہے اور اگر غیر اسلامی ریاست مسلمانوں کے مال پر کوئی ٹیکس نہیں لیتی تو اسلامی حکومت بھی ان کے تاجروں کے اموال تجارت پر کوئی محصول نہیں لے گی۔ تمام محصول چنگی اور ایکسائز بالکل ناجائز ہے نبی کریم نے ارشاد فرمایا ہے:

"لا ید خل الجنۃ صاحب المکس"19

محصول چنگی وصول کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

اسلامی ریاست میں تجارتی محصولات سامان تجارت پر نہیں بلکہ تجارت پر لگائے جاتے ہیں۔ اگر تاجر اسلامی ملک کا شہری ہو، مسلمان ہو یا ذمی، اسے کسی بر آمدی محصول کی ادائیگی پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اس قانون کے بارے میں ابو عبیدؒ نے ایک نظیر نقل کی ہے۔

"ابراہیم بن مہاجرؒ سے روایت: میں نے زیاد بن حدیرؒ کو فرماتے ہوئے سنا: میں پہلا شخص ہوں جس نے اسلامی دور میں محصول لگایا میں نے دریافت کیا: آپ کن تاجروں پر یہ محصول لگاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہم مسلمان اور ذمی تجار پر محصول نہیں لگاتے تھے، صرف بنو تغلب کے عیسائی تاجروں پر لگاتے تھے۔" [20]

اگر دنیا میں مسلمانوں سے کوئی غیر مسلم قوم خاص انداز کا رویہ رکھتی ہے تو مسلمان بھی ان سے اسی انداز کا تعلق رکھ سکتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلامی حکومت کو اطلاع ملی کہ ایرانی سلطنت مسلمانوں سے دس فیصد کسٹم ڈیوٹی یا ٹیکس وصول کرتی ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر ان کا کوئی تاجر مسلمان ریاست میں داخل ہو گا تو ہم بھی اس سے دس فیصد ٹیکس یعنی کسٹم ڈیوٹی لیں گے۔[21]

5۔ تجارت کے معاملے میں فریب کاری سے اجتناب

دھوکہ دہی کا عنصر ہر شعبہ میں پایا جاتا ہے لیکن تجارت میں اس کا عنصر کچھ زیادہ پایا جاتا ہے کچھ تاجروں کا خیال ہے کہ اشیاء کی فرضی خوبیاں بیان کر دینا ایک فن ہے۔ حقیقت میں اس سے خریدنے والے کا نقصان ہوتا ہے اس لیے اس کو ناجائز قرار دیا ہے بیرون ملک تجارت میں جو مال دوسرے ملک کو بھیجا جائے اس میں دھوکہ اور خیانت کا عنصر نہ ہو۔ تجارت کے معاملے میں کسی قسم کے دھوکہ، خیانت اور معصیت اور دھوکہ دہی سے اجتناب کیا جائے اور آپ ﷺ نے مال تجارت کی خصوصیات سے خریدار کو آگاہ کیا تاکہ خریدار مال کے نقص کو سامنے رکھ کر فیصلہ کر سکے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات میں "غرر" یعنی دھوکہ دہی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"عن ابی هریره قال نهی رسول الله بیع الحصاۃو بیع الغرر"22

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے "بیع حصۃ" اور دھوکہ کی بیع سے منع فرمایا ہے

نبی کریم ﷺ ایک بار بازار میں غلے کے ڈھیر کے پاس سے گزر رہے تھے، آپ ﷺ کو اس ڈھیر کا ظاہری حصہ اچھا محسوس ہوا، آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اندر داخل کیا تو اس میں وہ کچھ نہ نکلا جو ظاہری حصے میں تھا۔ آپ ﷺ نے اس پر مالک کو سرزنش کی پھر فرمایا:

"لا غش بین المسلمین ، من غشا فلیس منا"23

"مسلمانوں کے باہم معاملات میں دھوکہ دہی نہیں ہونی چاہیے، جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں"

6۔ تجارتی معاملات میں باہمی تعاون

اسلامی قانون نے تجارت چاہے اندورن ملک ہو یا بیرون ملک اس کی بنیاد باہمی تعاون پر رکھی ہے کیونکہ زمین کے پیداوار علاقوں کے گرم اور سرد ہونے کی بناء پر مختلف ہوتی ہے اور تمام علاقوں میں پیداوار ایک جیسی نہیں ہوتی۔ تجارت کے ذریعے تاجر جہاں اپنا معاشی فائدہ حاصل کرتا ہے وہاں اسلامی نقطہ کے مطابق اسے اپنے عام بھائیوں کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے ان سے تعاون بھی کرنا چاہیے۔ فریقین میں مکمل تعاون کو تجارتی معاہدہ کی شرط قرار دیا گیا اس طرح فریقین میں کوئی ایک بھی دوسرے کے نقصان یا صرف ذاتی نفع کو سامنے رکھ کر معاہدہ تجارت نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم حکیمانہ و نہایت بلیغانہ انداز میں اس ضابطہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

" وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"24

"نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ
اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو"

یعنی اگر تجارتی معاملے میں کسی برائی یا زیادتی کا احساس ہو تو معاملہ طے نہیں کرنا چاہیے۔ اسلام ہمیشہ سے تجارت کو باہمی تعاون کی صورت اور انسانی معاشرے کی تکمیل کا جز سمجھتا ہے اور اسی طرح مسلمانوں کے درمیان بھائی چارے کی صفت پیدا کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"آدمی دوسرے کے سودے پر سودے نہ کرے آپ ﷺ چاہتے تھے کہ
اس طرح مسلمانوں کے درمیان بھائی چارے کا شعور پیدا ہو سکے اور ان کی عملی
زندگی پر اس کا اچھا اثر ہو اور بغض اور کینہ کے اسباب ختم ہوں۔"25

تجارت بھی چونکہ بھلائی اور خیر خواہی کا کاروبار ہے لہذا اس میں تعاون اور تعاون کا صحیح صورت میں پایا جانا ثواب بھی ہے اور شرط بھی ہے۔

7۔ تجارتی معاملات میں سچ بولنا

بازاروں میں موجود مصروف تاجروں کی اکثریت کے کاروبار جھوٹ، فریب،، دھوکہ اور غلط بیانی پر ہوتے ہیں۔ ماپ تول میں کمی بیشی عام ہے۔ ماپ تول کے بارے میں اللہ کے ارشاد کو بھلائے ہوئے ہیں۔ اور بغیر جھوٹ کے تجارت کو ناممکن قرار دیتے ہیں۔ معاملات میں سچ بولنا کس قدر ضروری ہے یہ ہمیں نبی کریم ﷺ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"امانت دار، سچ بولنے والا تاجر قیامت کے دن انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔"26

جھوٹ بولنے سے ایک طرف نقصان ہوتا اور دوسری طرف تجارتی ساکھ خراب ہوتی ہے اور دوسری بار دوسرا ملک مال خریدنے میں ہچکچائے گا اور اس کے ساتھ اللہ کی رحمت بھی ختم ہو جائے گی ۔

ایک دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"فروحت کنندہ اور خریدار دونوں بااختیار ہیں جب تک وہ جدا نہ ہو جائیں اگر دونوں
سچ بولیں اور عیب واضح کریں تو ان کی بیع میں برکت دی جائے گی اور اگر وہ جھوٹ
بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی بیع کی برکت ختم کی جائے گی۔"[27]

مال بیچتے وقت تاجر کو اپنے مال کا عیب اور نقص چھپانے کے لیے جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ اگر وہ وقتی طور پر مال کا عیب چھپائے گا اور جب گاہک کو پتہ چل جائے گا تو اس پر سے اعتبار اٹھ جائے گا اور وہ خرید و فروخت اس سے دوبارہ نہیں ہو گی علاوہ ازیں عیب کو چھپانا گاہک کو دھوکہ دینا ہے ایسے افراد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بڑی وعید سنائی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" من باغ عيباً لم يبنيه، لم يزل فى مقت الله ، و لم تزل الملائكة تلعنه"28

جس نے عیب والی چیز کو فروخت کیا اور گاہک سے اس کا عیب ظاہر نہ کیا وہ ہمیشہ
اللہ کے غضب میں رہے گا اور اللہ کے فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔

کذب بیانی تجارت کے لیے نقصان دہ ہے اور پھر جو شخص تجارت کے لیے جھوٹ بولتا ہے اس کو حدیث پاک میں فاجر قرار دیا ہے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ عید گاہ کی طرف تشریف لے گے جہاں بازار تھا۔ آپ ﷺ نے دیکھا لوگ خرید و فروخت میں مصروف ہیں آپ ﷺ نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا:

اے تاجروں کے گروہ! انہوں نے آپ ﷺ کی پکار کا جواب دیا گردنیں اور نظریں آپ ﷺ کی طرف اٹھاہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

ان التجار يبعثون يوم القيماة فجاراً الامن اتقى و باو صدق29

"تاجر لوگ قیامت کے دن بہت گناہ گار اٹھائے جائیں گے سوائے ان کے جو پرہیز گار
رہے اور انہوں نے نیکی اختیار کی اور سچ کا اپنایا۔"

8۔ تجارتی معاملات میں جھوٹی قسمیں

مال بیچنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھانا بھی عام معمول بن گیا ہے اور یہ صورت حقائق کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔ تجارتی معاملات میں یہ عمل کچھ زیادہ ہے اسلام نے اس سے مکمل منع فرمایا ہے ۔ اسلام میں قسمیں کھا کر سودہ بیچنا حرام قرار دیا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ"30

"ور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ"

اس آیت مبارکہ کے بارے میں مفسرین کا خیال ہے کہ اس میں جھوٹی قسم بھی شامل ہے اور مفتی شفع محمدؒ فرماتے ہیں جھوٹ بول کر یا جھوٹی قسم کھا کر مال حاصل کر لینا یا اور ایسی کمائی جس کو شریعت اسلام نے ممنوع قرار دیا ہے اگرچہ کہ وہ اپنی جان کی محنت سے حاصل کی گئی ہو وہ سب حرام اور باطل ہے۔[31]

آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص قسم کھا کر کسی مسلم آدمی کا حق مار لیتا ہے تو اللہ اس کے لیے دوزخ
واجب کر دیتا ہے اور جنت اس کے لیے حرام کر دیتا ہے ایک آدمی نے پوچھا
اگر چہ یہ حق تلفی بالکل معمولی سی ہو فرمایا اگر چہ وہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ
ہی کیوں نہ ہو۔"[32]

تاجروں کو خرید و فروخت کرتے وقت قسمیں اٹھانے سے منع فرمایا کیونکہ قسم اگر جھوٹی ہو گی تو یہ حرام ہے جس کی وجہ اللہ ناراض ہو گا اور اگر سچی ہے تو تاجر کو قسم کے ساتھ سودا بیچنے کی عادت پڑ جائے گی۔ قسمیں کھا کر سودا بیچنے والے کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ایسے شخص سے دشمنی رکھتا ہے جو اپنے مال کا عیب چھپانے کے لیے قسمیں کھاتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ چار قسم کے آدمیوں سے دشمنی رکھتا ہے ایک وہ جو قسمیں کھا کھا کر
سودا بازی کرتا ہو۔ دوسرا اکثر باز محتاج تو تیسرا ابو ڑھا زانی اور چوتھا ظلم کرنے والا حاکم۔"[33]

9۔ تجارتی سامان کو بازار لانے سے پہلے اس کو بیچنا

کسی ملک کے مقامی تاجر مال کی قیمت کو بڑھانے کی خاطر اس مال کو تاجروں سے پہلے ہی خرید لیتے ہیں تاکہ من پسند منافع لے سکیں جس کی وجہ سے ایک تو مقامی تاجر ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور دوسرا اس کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے دوسرے گاہکوں کو نقصان ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کی ممانت فرمائی ہے۔ عربوں میں ایک طریقہ یہ رائج تھا کہ مال لے کر جو قافلہ بازار کی طرف آتا اسے چند لوگ شہر سے باہر روک لیتے اور وہیں پر تاجروں سے معاملہ طے کر لیتے، منڈی تک آنے والوں کی رسائی ہونہ پاتی تھی۔ اس لیے آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا:

"ان النبی ﷺ نھی عن تلقی الجلب" 34
آپ ﷺ نے باہر سے سامان تجارت لانے والے سے آگے بڑھ کر ملنے سے منع فرمایا

اسی طرح آپ نے دیہاتی آدمی کا سودا شہری آدمی کو کرنے سے منع فرمایا کیونکہ اس کو بازار کی قیمت کا اندازہ نہیں ہو گا اور وہ تاجروں کے ہاتھوں نقصان اٹھائے گا
۔

نبی کریم نے ﷺ فرمایا:

"لا بیع حاضر لباد ، و ذروا الناس یرز ق اللہ بعضھم من بعض"35
"شہری دیہاتی کی تجارت نہ کرے اور لوگوں کو چھوڑ دو اسی طرح اللہ بعض کے ذریعے بعض کو رزق پہنچاتا ہے۔

10. تجارت میں آزادی بازار

اسلام نے تجارتی کاروبار، تجارتی معاملات اور تجارتی لین دین میں تجارتی حریت کو پسند کیا ہے۔ اسلام نے اسلامی ریاست کو تجارتی معاملات میں دخل دینے کی اجازت صرف اس حد تک دی ہے کہ وہ خریداروں اور فروخت کرنے والوں کے مصالح کے تحفظ مثلاً ناپ تول کا نظام، ذرائع نقل حمل، نظام منڈی کی نگرانی وغیرہ کے حصول میں مدد کریں۔ اسلام صرف داخلی تجارت ہی کی آزادی کا قائل نہیں بلکہ وہ خارجی (بین الاقوامی) تجارت میں بھی تجارت کی تمام پابندیاں از کوٹہ سسٹم، تجارتی محصول، محصول چنگیاں، تجارتی ٹیکس ختم کرنے کا حامی ہے تاکہ مختلف پیداواری اشیاء اور فاضل اجناس بلا قید دنیا کے دیگر ممالک تک سفر کریں اور یوں دنیا میں قحط اور قلت کے افسوس ناک مناظر اور مواقع پیدا ہی نہ ہوں۔ اسلام کا نظریہ تجارت خارجہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ تجارتی معاملات میں کسی قسم کی تجارتی پابندیاں نہ ہوں، اور پیداواری اشیاء بلا روک ٹوک عالم اسلام کے دوسرے ممالک تک لے جائی جائیں کیونکہ تمام افراد ایک کنبہ ہیں جنھوں نے ایک دوسرے کی کفالت کرنی ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ "36

"اور یہ تمہاری جماعت (حقیقت میں) ایک ہی جماعت ہے اور میں
تمہارا پروردگار ہوں تو مجھ سے ڈرو"

اسلام چاہتا ہے کہ منڈی میں بھی آزادی کی فضا ہو اور منڈی میں اجارہ دارانہ عنصر کو اسلام ناجائز قرار دیتا ہے۔ اس کی مثال حضور ﷺ کے زمانہ سے ملتی ہے شہر کے لوگ اپنی اپنی غذا خود پیدا نہیں کرتے تھے بلکہ دوسرے شہروں سے منگواتے تھے۔ جب مکہ اور مدینہ کے تاجروں کو پتا چلتا ہے کہ فلاں تاجر مال لے کر آیا ہے تو وہ مال کو کم داموں خرید لیتے۔ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اسے بیع الحافر الیاد کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"کوئی شہری کسی دیہاتی کو مال فروخت نہ کرے لوگوں کو اپنے حال
پر چھوڑ دو اللہ انہیں ایک دوسرے کے لیے ذریعے رزق دے گا۔"[37]

آپ ﷺ نے وحدت کا جو درس دیا ہے یہ تمام ممالک اسلامیہ کو ایک وحدت کی کڑی میں پرو دیتا ہے اور اس ناتے ان کی تمام مختلف پیداوار اور مصنوعات تمام مسلم امہ کے لیے افادیت کی چیزیں ہیں اس لیے ان کو بلاد اسلامیہ کے درمیان بلا روک وٹوک منتقل ہوتے رہنا چاہیے تاکہ تمام مکینوں کی ضروریات زندگی پوری ہوتی رہیں۔

آپ ﷺ نے دوسروں پر رحم کرنے کا حکم دیا آپ ﷺ نے فرمایا:

"المسلم اخو المسلم لا یظلمہ و من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ "[38]

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے کسی ظالم کے
مقابلے میں بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت برداری میں
کوشاں ہو گا اللہ کریم اس کی حاجت پوری کرے گا۔"

11۔ حرام اشیاء کی تجارت کی ممانعت

تجارت کے شعبہ میں دوسرے شعبہ جات کی طرح اللہ کے حقوق کی پاسداری رکھنا ضروری ہے اور اللہ کا حقوق یہ ہے کہ اللہ کی حرام کی ہوئی اشیاء سے اجتناب کیا جائے اور اللہ کی حدود سے تجاوز نہ کیا جائے۔ اسلامی ملک میں جو بھی چیز برآمد کی جائے وہ حلال مال ہو۔ اس میں کسی طرح بھی اللہ کریم کی نافرمانی کا عنصر شامل نہیں ہونا چاہیے۔ نہ ہی کاروبار اللہ کی معصیت پر مبنی ہو مثلاً شراب و منکرات کا کاروبار اور نہ کاروبار میں کوئی ایسی شرط لگائی جائے جس سے دونوں پارٹیوں کو نقصان ہو۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے جامع اور مفید اصول بیان کیے ہیں جو ہماری رہنمائی کرتے ہیں اس لیے مسلمانوں کے لازمی ہے کہ حرام کردہ کاموں سے بچیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام کر دیا ہے۔ کسی نے پوچھا!
یا رسول اللہ مردار کی چربی بھی حرام ہے؟ حالانکہ اس سے کشتیاں اور چمڑے نرم کیے جاتے
ہیں اور لوگ چراغ جلاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ یہ حرام ہے۔ پھر آپ
ﷺ نے فرمایا: اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے اللہ نے ان پر جانوروں کی چربی کو حرام کیا ہے۔
تو انہوں نے اس کو خوبصورت بنایا اور اس کو بیچا اور اس کی قیمت کو کھایا۔"[39]

آپ ﷺ نے فرمایا ہر وہ بیع حرام ہے جو حرام کی طرف لے جائے۔ ایک دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حرام چیز کی قیمت بھی حرام ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"ان اللہ اذا حرام شیاء حرام ثمنہ "40

اللہ نے جس چیز کو حرام قرار دیا ہے اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

اسی طرح دوسرے ممالک میں ان اشیاء کی تجارت کی بھی ممانت ہے جو مخرب الاخلاق قرار دی جاتی ہیں، یا جن سے قوم کے اخلاق بگڑنے کا اندیشہ ہو آلات لہو لہب یعنی گانے بجانے اور اس سے ملتی جلتی اشیاء کی تجارت کرنا۔ قرآن پاک میں اللہ فرماتا ہے:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ "41

"اور لوگوں میں بعض ایسا ہے جو بے ہودہ حکایتیں خریدتا ہے تاکہ (لوگوں کو)
بے سمجھے خدا کے راستے سے گمراہ کرے اور اس سے استہزا کرے یہی لوگ ہیں
جن کو ذلیل کرنے والا عذاب ہو گا۔"

غیر اسلامی ممالک میں تجارت:

غیر مسلم ممالک سے تجارتی تعلقات کے حوالے سے ایک نقطہ یہ ہے کہ کفر و شرک کی وجہ سے ان کے ساتھ کسی قسم کے معاشی روابط اور تجارتی تعلقات رکھنا جائز نہیں ہے۔ان ممالک کی تیار کردہ اشیاء سے استفادہ کرنا بھی جائز نہیں۔اسلام نے غیر مسلم ممالک کے ساتھ تجارت کرنے سے منع نہیں فرمایا۔اسلام ایک آفاقی دین ہے اس لیے تمام انسانوں کی ضروریات کا خیال رکھنے کا حکم دیتا ہے۔نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے ان تمام تصورات کی نفی ہوتی ہے۔نبی کریم ﷺ کی زندگی پر نظر ڈالیں تو بہت سی مثالیں ملتی ہیں جن سے آپ ﷺ کے غیر مسلم ممالک سے تجارتی معاملات کا پتہ چلتا ہے ۔

"حضرت زید بن سعنہؓ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے مسلم قبیلہ کے لیے ان سے کھجوروں کا قرض لیا اور اسی قرض کی ادائیگی میں حضور ﷺ کی حسن معاملگی دیکھ کر وہ مسلمان بھی ہو گئے۔"42

غیر مسلم ممالک میں تجارت کیا صورت میں درجہ ذیل رہنما اصول ہیں جن کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

1۔انسانیت کی بقاء

اسلام رحمت اور عدل کا دین ہے۔اسلام کی نظر میں تمام مخلوقات اللہ کی مخلوق ہے اور سب لوگ اللہ کے بندے ہیں اس ناطے سے ان کی ضروریات زندگی بھی پوری ہونی چاہیے۔اگر کسی ملک میں کوئی اجناس پیدا نہیں ہوتیں تو دوسرے ممالک اس کو یہ فراہم کر کے ان کی مدد کر سکتے ہیں۔قرآن بھی ہمیں اس کا درس دیتا ہے اللہ فرماتا ہے:

" يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً"43

اے ایمان والوں ہم نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور پھر اس سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔

اسلام ہمیں بلا امتیاز رنگ و نسل اور حسب و نسب کے دوسروں کی مدد کرنے کا حکم دیتا ہے اس لیے اسلامی ممالک اس اصول کی بنیاد پر غیر مسلم ممالک میں تجارت کر سکتے ہیں۔اسی بات کو نبی کریم ﷺ نے حدیث میں یوں بیان کیا ہے:

"کلم بنو آدم و آدم خلق من تراب"44

"تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے "

قرآن اور حدیث ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ ہم معاشی عدل کا نظام قائم کریں اس لیے اسلام معاشی تعلقات کا داعی ہے اور تجارت خارجہ اس کا مظہر اتم ہے۔غیر ممالک سے تجارتی تعلقات کا محض مقصد انسانیت کے ساتھ ہمدردی اور ان کی ضروریات کی تکمیل ہے۔اسلام کا معاشی نظام انصاف، ہمدردی اور خیر خواہی کا درس دیتا ہے جس کی وجہ سے یہ تمام ممالک اور قوموں کے ساتھ معاشی روابط قائم کرنے کا درس دیتا ہے۔جس طرح ایک

انسان دوسرے کے تعاون کے بغیر معاش کا سلسلہ جاری نہیں رکھ سکتا اسی طرح ایک ملک کی مدد کے بغیر دوسرے ملک کی معاشی بقاء ممکن نہیں۔
اسلام کے ازلی وابدلی اصولوں میں بھی معاشی تعاون اور خیر خواہی کا درس ملتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے:

" تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ " 45
"اور (دیکھو) نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو
اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو"

نبی کریم ﷺ نے بھی عدل وانصاف اور تعاون باہمی کا درس دیا آپ ﷺ نے فرمایا ہے:
ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ لہذا اللہ کریم کو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ
محبوب ہے جو اللہ کریم کے کنبہ سے زیادہ اچھا سلوک کرتا ہے۔[46]

2۔معاشی ضروریات کی تکمیل

اسلام پابندیوں اور حدود کا مذہب نہیں اور جہاں دنیا میں کوئی مسلمان بستا ہے وہ سب آپس میں بھائی ہیں اور ان کی زمین اسلام کی زمین ہے اور ان مسلمانوں کی معاشی ضروریات کی تکمیل کرنا دوسرے مسلمان بھائیوں کی ذمہ داری ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ جو ملک کسی شے یا خدمت میں خود کفیل ہے تو دوسرے ممالک کو چاہیے کہ وہ اس کا فائدہ دوسروں کو بھی پہنچائیں۔ نہ کہ وہ ملکی پیداوار کو ضائع کریں۔ جن ممالک میں مسلمان بستے ہیں لیکن اس ملک کے سربراہ مشرک ہیں ان ممالک میں تجارت سے اسلام نے منع نہیں فرمایا اللہ تعالی نے فرمایا.:

" لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ، إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ" 47

ترجمہ: جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا خدا تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ خدا انہی لوگوں کیساتھ تم کو دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا۔ اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی مدد کی۔ تو جو لوگ ایسوں سے دوستی کریں گے وہی ظالم ہیں۔

ان آیات کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالی ان لوگوں سے تجارتی تعلقات قائم کرنے کی اجات دیتا ہے جو دین کی معالے میں مسلمانوں سے نہیں لڑتے۔ مسلمان ان ممالک میں ان لوگوں کی پیداواری مدد کرسکتے ہیں۔

3۔معاشی عدل واحسان

تاریخ اسلام میں ایسے واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے ایسے ممالک میں تجارت کی جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ جنگ کی۔
اسلام جہاں ہمدردی اور عدل کا درس دیتا ہے وہاں احسان کا بھی درس دیتا ہے۔ امام احمدؒ نے نبی کریم ﷺ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے جو بیرون ملک

تجارت میں معاشی عدل کے ساتھ احسان کا درس دیتا ہے اور یہ واقع اس وقت پیش آیا جب مکہ والے آپ ﷺ کے دشمن تھے :

"بعث رسول الله ﷺ خمس مایة دینار الی مکة حین قحطورا و امر بدفع
ذلک الی ابی سفیان بن حرب وصفوان بن امیة لیبیر فا علی فقراء اھل مکة۔"[48]

"جب اہل مکہ قحط کا شکار ہوئے تو رسول اللہ نے مدینہ سے پانچ سو درہم بھیجے اور قاصد کو حکم دیا کہ یہ دینار ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ کو دیے جائیں تا کہ وہ انہیں مکہ مکرمہ کے محتاجوں میں بانٹ دیں۔ "

حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ یمامہ کے سردار تھے۔ جب مکہ گئے تو اہل مکہ نے ان پر آوازے کسے اور ان کو برا بھلا کہا اس پر انہوں نے جوش میں آکر کہا: اب جب تک آپ ﷺ حکم نہیں فرمائیں گے یمامہ کی گندم تمہارے شہر مکہ برآمد نہیں ہو سکے گی نتیجۃً مکہ مکرمہ میں قحط کے حالات پیدا ہو گے۔ آپ ﷺ نے جب خبر سنی تو حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کو گندم برآمد کرنے کا حکم دیا۔[49]

ایک اور واقعہ جس میں برآمد کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔

"آپ ﷺ نے مدینہ کی کھجوریں ابو سفیان رضی اللہ کو ارسال کی اور ان کے بدلے مکہ
مکرمہ کی کھالیں درآمد کیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کفار مدینہ منورہ والوں کے جانی دشمن تھے۔"[50]

4۔ کسٹم کے نظام میں انصاف

بیرون ملک تجارت میں کسٹم کے ذریعے ترقی یافتہ ممالک پسماندہ ممالک کا استحسال کر رہے ہیں وہ برآمدی اشیاء پر بھاری ٹیکس لگاتے ہیں جس سے معاشی انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو رہے جب کہ اسلام نے اس قسم کے ٹیکس کو سرے سے ہی ختم کر دیا ہے۔ البتہ اگر دوسرے ممالک مسلمانوں پر ٹیکس لگائیں گے تو اسلام صرف اتنی مقدار میں ٹیکس لگانے کا حامی ہے جس قدر دوسروں نے لگایا اسلام اس میں بھی زیادتی کا قائل نہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اس سلسلہ میں ہدایت کی تھی۔

"ان سے اتنا ہی محصول وصول کرو جتنا وہ مسلمانوں سے تجار وصول کرتے ہیں۔"[51]

اس ہدایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا خلیفہ ٹیکس کی اجازت دے سکتا ہے لیکن اس قدر جتنا دوسروں نے ان پر لگایا ہے نہ زیادہ ہو گا اور نہ کم ہو گا۔ اور اس طرح اسلام کا قانون تجارت بین الاقوامی سطح پر معاشی انتقام کی بجائے معاشی عدل کا درس دیتا ہے۔

غیر مسلم ملک میں تجارت کی حدود

اسلام نے جس طرح غیر مسلم ممالک میں تجارت کے چند اصول بنائے ہیں اسی طرح کچھ حدود ہیں جن کو تجارت کرتے ہوئے مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ غیر مسلم ممالک سے تجارت کی صورت میں مندرجہ ذیل حدود کو مدنظر رکھیں گے :

1۔ محرمات کی بر آمد

اسلامی ملک کی حکومت یا شہری غیر مسلم ممالک سے محرمات میں سے کوئی بھی پیداوار یا مصنوعات مثلاً بھنگ، افیون، پوست، شراب اور الکوحل اور اجناس مثلاً بت، سور وغیرہ نہیں بر آمد کریں گے۔ اسلام نے ان محرمات کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

"ان الله و رسوله حرم بيع الخمر والميتة و الخنزير والاصنام"52

"بلاشبہ اللہ کریم اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، سور اور بتوں کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے۔"

3۔ ملکی سلامتی

ملک کی سلامتی اور اس کی حفاظت ہر شہری کی ذمہ داری ہے۔ اس کو اندورنی و بیرونی خطرات سے بچانا اسلامی حکومت کے ذمہ ہے۔ اسلامی ممالک کی حکومتیں یا شہری غیر مسلم کو کوئی ایسی چیز یا پیداوار بر آمد نہ کریں گے، جس سے اسلامی ریاست کو خطرہ ہو مثلاً اسلحہ، اسلحہ بنانے کا خام مال، اسلحہ ٹیکنالوجی وغیرہ اسلامی ریاست کی سلامتی اولین ترجیح ہو گی۔

"تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"53

"اور (دیکھو) نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو"

3۔ اسلامی اصولوں کی پاسداری

غیر مسلم ممالک سے تجارت کے وقت معاہدات کیے جائیں گے اور ان معاہدات میں اسلامی شریعت کے اصولوں کو سامنے رکھا جائے گا اور اس پر عمل درآمد کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عہد وپیمان کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے:

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ"54

اے ایمان والو! اپنے معاہدوں کو پورا کرو

اس طرح کے معاہدات کے ذریعے اسلامی ریاست میں غیر اسلامی ممالک کے تاجروں کو راہداری اور سلطنت میں قیام کی اجازت دی جاسکتی ہے اور اپنے تاجروں کے لے راہداری کی سہولت حاصل کی جاسکتی ہے ۔

حوالہ جات وحواشی

[1] جزیری، عبدالرحمن، الفقہ المذاہب الاربعہ،ج: 2،ص: 148، بیروت
[2] جزیری ، عبدالرحمن ، الفقہ المذاہب الاربعہ ،ج: 2،ص: 155، بیروت
[3] النساء ، 4: 29

[4] فاطر ،30: 12
[5] بلا زری ، ابو الحسن ، فتوح البدان ، ص: 52، الازہر پریس ، 1932ء
[6] جریر طبری،ابو جعفر محمد ، جامع البیان فی تفسیر القرآن ، ج: 2، ص: 160
[7] ابن سعد ، ابو عبدالل محمد بن منیع ، الطبقات الکبری ، ج:1، ص : 79، دارا الکتب العلمیہ ، بیروت ،1990ء
[8] الشیبانی، ابو عبداللہ احمد بن محمد، مسند احمد ، ج:4، ص: 141،دارا الحدیث ،قاہرہ
[9] ابن ماجہ ،محمد بن یزید ،امام، سنن ابن ماجہ ،کتاب تجارت ، باب سوم ، حدیث نمبر ،2204، مطبوعہ نور محمد ،کراچی
[10] الشوکانی، محمد بن علی ، نیل الاوطارر شرح منتقی الاخیار ، ج:5،ص: 83، دارا لتراث السلام
[11] الشیبانی، ابو عبداللہ احمد بن محمد، مسند احمد ج : 24، ص:239،حدیث : 15481
[12] ابوڈؤد ، السجستانی ، ابوداؤد،سلیمان بن الاثعث ،سنن ،باب : فی بیع المضطر ، شرح السنہ ،ج: 8، ص، 132، دارا لحدیث ، قاہرہ
[13] الشیبانی، ابو عبداللہ احمد بن محمد ،مسند احمد ، ج:2، ص 100
[14] ابوداؤد، سنن ، باب فی بیع المضطر، شرح السنہ ،ج:8 ،ص 132
[15] شاہ ولی اللہ ،حجۃ اللہ البالغہ ، ج: 2، ص : 103، مطبعہ محمودیہ ، مصر
[16] ابن حبیب ، کتاب المجر ،ص 264،ص، حیدر آباد دکن
[17] حمید اللہ ، ڈاکٹر ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی ،ج:1، ص: 57 ،جامعیہ ملیہ ، دہلی
[18] یوسف القرضاوی ، دور القیم و اخلاق فی الاقضا دالاسلامی، ص:66،مکتبہ وہبہ ، قاھرہ
[19] ابو عبید قاسم بن سلام ، کتاب الاموال : مسئلہ نمبر ۔ 1634، قاہرہ
[20] ابو عبید قاسم بن سلامؒ، کتاب الاموال ، مسئلہ نمبر۔ 1633
[21] حمید اللہ ، ڈاکٹر ،خطبات بہاولپور ، 85 ، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد
[22] مسلم ،ابو الحسن مسلم بن حجاج القیشری،صحیح مسلم ، کتاب البیوع ، باب بطلان بیع الحصاۃ ، ج: 4، ص: 1513 دارا احیا ء التراث، بیروت
[23] الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمن ، السنن ، ج:2، ص: 323 ،قدیمی کتب خانہ کراچی
[24] المائدہ، 5:2
[25] ابن رجب، زین الدین عبدالرحمن بن احمد ، فتح الباری شرح صحیح البخاری ، ج، 4،ص: 253، مکتہ الغربا داراالثر
[26] الترمذی، امام ابو عیسی محمد بن عیسی ، سنن الترمذی ، ج :3، ص: 515، دارا احیا التراث ، بیروت
[27] ابن رجب، زین الدین عبدالرحمن ،فتح الباری ،شرح صحیح البخاری، ج: 6، ص: 309، مکتبہ الغربا الآثاریۃ ، مدینہ منورہ
[28] ابن ماجہ ،محمد بن یزید ،امام، سنن ا بن ماجہ، کتاب تجارت ،رقم: 2247
[29] ایضاً
[30] النساء ، 4: 29
[31] مفتی محمد شفع، معارف القرآن ، ج: 1،ص : 460، ادارہ معارف ، کراچی ، 1972
[32] مسلم ،ابو الحسن مسلم بن حجاج القیشری،مسلم ،کتاب ایمان،بابو عید من اقتطع حق مسلم بیمین فاجرۃ بالنار،218/137
[33] الہیثمی، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ، مجمع الزوائد و منبع الفوائد ، ج : 4، ص: 93، مکتبہ، القدوسی،قاہرہ،1302ھ
[34] ابوداؤد ، السجستانی ، ابوداؤد،سلیمان بن الاثعث، السنن ،ج:3،ص:245،رقم: 3437
[35] ایضاً
[36] المومنین، 23:52
[37] ابوداؤد ، السجستانی ، ابوداؤد،سلیمان بن الاثعث، السنن ،ج:3،ص:245،رقم: 3437
[38] متفق علیہ بحوالہ مشکوۃ المصابیح، باب الشفقۃ علی الخلق ، فصل اول ، حدیث نمبر 11
[39]) ابن رجب، زین الدین عبدالرحمن ،فتح الباری ،شرح صحیح البخاری، ج: 4، ص: 416
[40] ابوداؤد ، السجستانی ، ابوداؤد،سلیمان بن الاثعث، السنن ،ج:3،ص:7
[41] الانعام ،31:6
[42] الطبرانی، سلیمان بن احمد ،المعجم الکبیر،تحقیق و تخریج ،حمدی عبدالمجید السلفی، ج: 5، ص : 223،الطبۃ الثانیۃ
[43] النساء ، 1:2
[44] ابن کثیر ، ابو الفداء اسماعیل بن عمر ،تفسیر القرآن ، فی تفسیر سورۃ الحجرات، ج :4، 468،داراالکتب اسلامیہ ، بیروت
[45] المائدہ 2:5
[46] ولی الدین ، ابو عبداللہ الخطیب ، مشکوۃ المصابیع، باب الشفقۃ و الرحمۃ علی الخلق، حدیث نمبر 52

[47]) المنتحنة،8:9

[48]) محمد بن حسن الشیبانی: شرح کتاب السیر الکبیر ، ج: 1 ، باب: صلۃ المشرک ، ص: 96، قاھرہ

[49]) العسقلاقی،احمد بن علی بن حجر،صحیحبخاری، باب وفد بنی حنفیہ میں حضرت ثمامہ کا واقعہ حدیث، حدیث نمبر ، 4372

[50]) محمد بن حسن الشیبانی ؒ، شرح السیر الکبیر ،حوالہ باب : باب صلۃ المشرک ، حدیث : 1468،قاہرہ

[51]) ابو یوسف ، امام ، کتاب الخراج ، ص:130، مطبعۃ سلفیۃ ، قاہرہ

[52]) متفق علیہ ، بحوالہ مشکوۃ المصابیع ، کتاب البیوع ،فصل اول ، حدیث، 8

[53]) الممتحنۃ ، 8:9

[54]) الاسراء، 18: 34